بوسنیا: مسلمان تباہ کن خطروں میں

ناظم الدین فاروقی

بوسنیا اور ہرزی گووینا میں سربیائی اور کروشیائی افواج نے مشترکہ طور پر ۱۹۹۲ء سے لے کر ۱۹۹۵ء کے دوران میں ساڑھے تین سال پر پھیلا مسلمانوں کا طویل قتل عام کیا۔ ۲۱ نومبر ۱۹۹۵ء کو امریکی ریاست اوہایو کے شہر ڈیٹن میں رائٹ پیٹرسن ایئرفورس بیس پر ایک سہ فریقی معاہدے پر دستخط کیے گئے، جو 'ڈیٹن امن معاہدہ' کے نام سے معروف ہے۔ اسی تسلسل میں ایک ماہ بعد ۱۴ دسمبر ۱۹۹۵ء کو پیرس میں مزید معاہدوں پر دستخط کیے گئے۔

بوسنیا کی خوں ریزی میں سرب وحشیوں نے ایک لاکھ سے زیادہ مسلمان مرد، عورتیں، بچّے قتل کیے تھے۔ ۶۰ ہزار سے زیادہ خواتین کی اجتماعی عصمت دری کی گئی۔ یورپی اقوام کی نظروں کے سامنے یہ خونیں کھیل کھیلا گیا اور عالمی طاقتیں دانستہ تماشائی بنی رہیں۔ اس یک طرفہ قتل و غارت گری کو روکنے کے لیے اقوام متحدہ نے امن فوج بھیجنے میں تین سال لگا دیئے تھے۔ اس کھیل کو بڑی طاقتوں کی 'حیوانی صلیبی جنگ' کہنا درست ہے، کیوں کہ اس قتل عام میں سربیائی افواج کے علاوہ ویٹی کن اور مغربی مافیا، بوسنیائی مسلمانوں کی نسل کشی (Genocide) میں شامل تھے۔ اقوام متحدہ کی انٹرنیشنل کورٹ آف کریمنل جسٹس نے سرب فوج کے جنرل راتکو ملادیچ کو بوسنیائی مسلمانوں کی نسل کشی کا مجرم قرار دے کر عمر قید کی سزا سنائی تھی۔

۲۰۲۱ء کی مردم شماری کے مطابق بوسنیا ہرزی گووینا کی جملہ آبادی ۳۳ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے، جس میں قدامت پسند عیسائیوں کی آبادی ۳۱ فی صد ہے اور رومن کیتھولک 'روٹس' عیسائیوں کی آبادی ۱۵ فی صد نفوس پر مشتمل ہے۔ سرب اور کروٹس عیسائیوں کی مجموعی آبادی تقریباً ۴۶ فی صد ہے،

جب کہ مسلمانوں کی آبادی ۲۰ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے، جو ملک کی کُل آبادی کا ۵۱ فی صد ہے۔ اس طرح مسلمانوں کو آبادی میں عیسائیوں پر ۶ فی صد کی برتری حاصل ہے۔

نومبر ۱۹۹۵ء میں خون ریزی سے متاثرہ بوسنیا کی زندہ بچ جانے والی قیادت کو ہلاکت خیز دباؤ ڈال کر 'ڈیٹن معاہدے' پر دستخط کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اس معاہدے کے تحت دُنیا کا پیچیدہ سیاسی نظامِ حکومت تشکیل دیا گیا۔ امریکی صدر کلنٹن نے 'امن معاہدے' کے نام پر ایک مرتبہ پھر بوسنیائی مسلمانوں کو وحشی سرب و کروٹس عیسائی جنگجوؤں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا، اور ایسا حکومتی نظام تشکیل دیا، جس میں کبھی بوسنیائی مسلمانوں کو آزادی وخودمختاری حاصل نہیں ہوسکتی۔

یورپ میں درجن بھر ایسے ممالک ہیں، جن کی آبادی ۱۰ لاکھ سے کم ہے، مگر انھیں مکمل آزادی وخودمختاری حاصل ہے۔ امریکا اوراس کے حواری اگر چاہتے تو بوسنیا کو خودمختار مملکت تسلیم کیا جاسکتا تھا، مگر فرقہ پرست عیسائی، خصوصاً پوپ آف ویٹی کن کے لیے یہ بات ناقابلِ قبول تھی کہ یورپ میں کوئی مسلم ملک دوبارہ وجود میں آئے۔ اس حقیقت کا پتہ 'ڈیٹن معاہدے' کے وقت ہی چل گیا تھا کہ مقتدر عالمی عیسائی طاقتوں کی نیت ٹھیک نہیں ہے۔ بوسنیا ہرزی گووینا میں مجلس نمایندگان کے لیے ۴۲ اور 'مختارِ کُل مجلس سیاسی' کے لیے پانچ نشستیں طے کی گئیں۔ ملک میں ہر دو، دوسال کی میعاد کے ساتھ تین صدور ہوں گے، یعنی دو سال مسلمان، دو سال سرب، دو سال کروٹس کا صدرمملکت ہوگا۔ ۱۵ فی صد کروٹس اور ۳۱ فی صد سرب عیسائیوں کو ۵۱ فی صد بوسنیائی مسلمانوں کے مساوی دستوری اختیارات دیئے گئے، جس میں اکثریتی آبادی کا واجبی حق تسلیم کیا گیا۔ پھر حکومت کی باگ ڈور پانچ افراد پر مشتمل مجلس قائدین کے ہاتھوں میں دے دی گئی۔

ہولناک مظالم کے خوں ریز مناظر، مسلم عورتوں کی اجتماعی عصمت دری کی دردناک داستانیں، سننے اور پڑھنے والوں کو لہو کے آنسو رُلا دیتی ہیں۔ جان بچانے کے لیے پہاڑوں اور جنگلوں میں پناہ لینے والے ہزاروں مسلمانوں کو فائرنگ کرکے ہلاک کر دیا گیا تھا۔ ان میں سے بعض تو ابھی تک پہاڑوں سے اپنے جگر گوشوں کی ہڈیاں تلاش کرکر کے تدفین کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ وہ جب میدانوں اور پہاڑوں پہ بکھرے ہوئے معصوم مسلمانوں کے ڈھانچے اور ہڈیاں دیکھتے ہیں توغم کے مارے سینہ کوبی پر مجبور ہوجاتے ہیں۔

سربوں اور کروٹس کو عیسائی دُنیا سے زبردست مالی امداد ملتی رہتی ہے۔لیکن ۲۶ سال پر پھیلے اس طویل عرصے میں 'اسلامی تعاون تنظیم' (OIC) اور مسلم ممالک نے بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں کی بقا اور بہتری کے لیے کوئی خاطر خواہ مدد نہیں دی۔ مسجدوں کی مرمت اور قبرستان اور دینی مدارس کے لیے کچھ مخیر عربوں کی نجی سطح پر تو امداد ملتی رہی، مگر ان کی معاشی لحاظ سے تباہی و بربادی کا کوئی حل نہیں نکالا گیا۔ بے روزگاری عام ہے، تجارت اور انڈسٹری نہیں ہے۔ بوسنیا ایک زرعی ملک ہے، مگر صرف کھیتوں پر انحصار نہیں کیا جاسکتا۔

۲۰۱۸ء میں 'بوسنیا پریذیڈنسی' کے تین ارکان کے انتخابات ہوئے۔مسلم نمایندہ سیفک ڈظفرک (Safik Dzafarric)، کروٹس نمایندہ زجکوکسک (Zejkokosic) اور سرب نمایندہ ملارڈ ڈوڈک (Milorad Dodik) منتخب ہوئے۔ ایک چھوٹے سے ملک میں، جہاں کی آبادی صرف ۳۳ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ ۴۶ فی صد کی عیسائی اقلیت کے سرب اور کروٹس کو ایک ایک صدر اور اکثریتی مسلمانوں کی آبادی کو صرف ایک صدر دیا گیا ہے۔ اس طرح یہ دونوں مل کر گذشتہ ۲۶ برسوں سے ہر مسلمان صدر کو ناکارہ بناتے آئے ہیں اور حکومت کی باگ ڈور عملی طور پر اپنے ہاتھوں میں رکھے ہوئے مسلمان صدر کو کبھی سُکھ چین سے حکومت چلانے نہیں دیتے۔

ملارڈ ڈوڈک (سرب) نے ۲۰۱۸ء میں صدارتی رکنیت کے لیے منتخب ہونے کے بعد سے مسلمانوں کے خلاف سخت نفرت آمیز مہمات منظم کی ہیں۔ ۲۰۱۹ء میں ملارڈ ڈوڈک نے یہ اعلان کیا ہے: ''۱۹۹۵ء سے پہلے سربوں نے نہ کوئی نسل کشی کی تھی اور نہ قتلِ عام کیا تھا۔مسلمان یہ سب جھوٹ بول کر حکومت میں آچکے ہیں''۔ اس نے یہ بھی کہا ہے: ''۲۶ سال پہلے جو ہوا، ہم اس کی تاریخ دوبارہ مرتب کریں گے اور آیندہ اگر ۱۹۹۲ء کے قتلِ عام کا کوئی الزام ہم پر لگائے گا تو پھر اس کا انجام وہی ہوگا، جو ۲۶ سال پہلے ان لوگوں کا کیا گیا تھا''۔ وہ بہت ڈھٹائی اور جھوٹ کی بنیاد پر ایک نیا خونیں قلعہ تیار کر رہا ہے۔ ملارڈ نے انتخابات میں کامیابی کی صورت میں قصاب جنرل ملادیچ کو قومی ہیرو قرار دے کر اس کے خلاف شائع ہونے والے مواد اور سوشل میڈیا پر پھیلائی جانے والی پوسٹوں پر سخت قانونی کارروائی کرنے کی دھمکی دی ہے۔

ملارڈ نے ایک پریس کانفرنس میں مظلوم متاثرہ مسلمانوں کے زخموں پر نمک چھڑکتے

ہوئے کہا کہ ''ہم سبھی لوگوں سے انصاف کے پابند ہیں، اور یقین دلاتے ہیں کہ ۱۹۹۵ء سے پہلے ہلاک ہونے والوں کے رشتہ داروں کو قبرستانوں میں حاضری دینے کے لیے پاسپورٹ ساتھ رکھنے کی پابندی عائد نہیں کریں گے''۔

انسانی حقوق کے عالمی اداروں نے اس خطرناک صورتِ حال پر اقوام متحدہ اور نیٹو کو متنبہ کیا ہے کہ اگر فوری احتیاطی تدابیر کے ساتھ متحدہ عالمی فوج، بوسنیا ہرزی گووینا میں تعینات نہ کی گئی، تو ایک مرتبہ پھر بوسنیا کے مسلمان طویل اور بدترین قتل عام کا شکار ہوں گے۔ مصدقہ اطلاعات کے مطابق کروٹس اور سرب، گھر گھر کلاشنکوف کی تقسیم عمل میں لا رہے ہیں، جب کہ مسلمانوں کے پاس ایک یورو اور ایک ڈالر بھی نہیں ہے کہ وہ اپنی حفاظت کے لیے کوئی معمولی سا پستول بھی خرید سکیں۔

۲۰۲۰ء میں سربوں نے اپنی علیحدہ فوج بنالی ہے۔ بوسنیا میں جولائی ۲۰۲۱ء سے مسلسل خطرناک سرگرمیوں کا آغاز ہو چکا ہے۔ سرب صدارتی رکن ملارڈ ڈوڈک نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ ''ہم ملک کی عدلیہ، انتظامیہ اور فوج کو تسلیم نہیں کرتے''۔ ان کی جانب سے حکومت کے تمام محکموں کو متنبہ کیا جارہا ہے کہ وہ کام روک دیں۔ نومبر ۲۰۲۱ء کے پہلے ہفتے میں اس نے یہ اعلان بھی کیا کہ ''۱۹۹۵ء کے ڈیٹن معاہدے کو ہم مسترد کر چکے ہیں، اب ہم ہرگز اسے تسلیم نہیں کرتے''۔ غیر متوقع طور پر روسی فیڈریشن اور جرمنی کے قدامت پسند عیسائی، سربوں کی تائید کر رہے ہیں۔

حالات نہایت خطرناک ہو چکے ہیں، مگر عالمی برادری خاص کر اقوام متحدہ ابھی تک اپنا کوئی ردعمل ظاہر نہیں کر رہی اور بڑی طاقتیں ظلم، قتل وخوں ریزی کے گہرے بادل اُمڈتے دیکھنے کے باوجود ٹس سے مَس نہیں ہو رہی ہیں۔

مسلم دُنیا کی بے حسی، بے بسی اور مجرمانہ غفلت کی اس کیفیت میں کون ہے، جو ان مظلوموں کی ڈھارس بندھائے اور ان کو حفاظت اور امن کی طمانیت دے؟ بوسنیا کے تعلق سے اگر انسانی حقوق کے اداروں اور ہمارے مسلم ملکوں کی ایسی ہی ظالمانہ خاموشی رہی تو بوسنیا کے مسلمان یورپ کے 'روہنگیا کے تباہ حال مسلمان' بنا دیئے جائیں گے کہ جو زمین پر قتل کیے جا رہے ہیں، بھوک و بیماری سے مارے جا رہے ہیں اور کھلے سمندر کی لہروں پر دھکیلے جانے کے بعد خونیں موجوں میں ڈوب رہے ہیں۔ ۱۸ لاکھ مسلمانوں کو بکھیر دینا اور لاکھوں کو موت کے گھاٹ اُتار دینا

ان وحشی طاقتوں کے لیے ایک معمولی کام ہے۔

سربیا افواج نے بوسنیا کے اہم شہروں سرائیوو، بنجالوکا، زینکا، تزلا، زاڈر وغیرہ پر اپنا کنٹرول حاصل کرلیا ہے۔ بوسنیا کی آبادی تیزی سے گھٹ رہی ہے۔ روزانہ اموات ۱۰۱، اور مقامی شہریوں کی ہجرت اوسطاً ۲۵ افراد کی ہورہی ہے۔ بچوں کی پیدایش ۷۰ سے بھی کم ہے۔ معاشی تنگی اور خوف کی وجہ سے بوسنیائی مسلمان، یورپ کے دوسرے ممالک کو ہجرت کررہے ہیں، جو ایک انتہائی خطرناک رجحان ہے، جس سے آیندہ چند برسوں میں مسلمان اقلیت بن جائیں گے۔

۲۰۰۱ء سے پہلے مشرق وسطیٰ، یورپ اور امریکا میں مسلمانوں کے معروف رفاہی ادارے مصیبت زدہ مسلمانوں کی آبادکاری اور تعمیرنو کے لیے بڑے فنڈز رکھتے اور صرف کرتے تھے۔ نائن الیون کے پردے میں امریکی صدر بش نے مشرق وسطیٰ اور یورپ و امریکا میں ایسے تمام اداروں کو 'دہشت گردوں کی امداد' کا الزام عائد کرکے خطرناک مقدمات دائر کرکے بند کردیا ہے۔ امریکا میں مسلمانوں کا سب سے بڑا خودمختار، آزاد ادارہ گلوبل فاؤنڈیشن بھی امریکی سپریم کورٹ کے ہاتھوں کوئی خدمت انجام دینے سے قاصر بنا دیا گیا ہے۔ ان رفاہی اداروں سے ان مظلومین کے نان ونفقہ کا انتظام ہوجایا کرتا تھا۔ ۱۹۹۵ء کی تباہ کن صورتِ حال میں ان اداروں نے بڑی زبردست خدمات انجام دی تھیں، جو عیسائی دنیا کو کھٹکنے لگی تھیں کہ یورپ کی سرزمین پر مسلمانوں کی امداد ناقابلِ برداشت ہے۔ بعد میں امریکا کی نام نہاد 'دہشت گردی کے خلاف جنگ' نے ان کی توقعات پوری کرکے بڑی تباہی مچائی اور امداد کا سب نظام بند کردیا گیا۔

بوسنیا ہرزی گووینا چاروں طرف سے کٹر عیسائی مملکتوں میں گھرا ہوا ہے۔ یہ بوسنیائی مسلمان جائیں تو جائیں کہاں؟ ہجرت کریں یا بھاگیں بھی تو کہاں بھاگیں؟ بہرحال، مایوس کن حالات کے باوجود ہمیں بہتری کی اُمید رکھنی چاہیے۔ اگر آج بھی امریکا اور طاقت ور مسلم ممالک اس جانب توجہ کریں تو حالات میں سدھار آسکتا ہے، پختہ اور دیرپا امن قائم ہوسکتا ہے۔